بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم ہفتہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۳۰ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۹۴ھ ۲۲ احسان ۱۳۵۳ ہش ۲۲ جون سنہ ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۴۱

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۲ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت وعافیت اور درازیٔ عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے ہیں۔

ربوہ ۲۲ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے کل مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے اولاً قرآن مجید کی رُو سے اِس امر کو واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظلم اور ظالم کو پسند نہیں کرتا اور نہ ظالم سے محبت اور پیار کا تعلق رکھتا ہے اِس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ محض مظلوموں سے نہیں بلکہ ایسے مظلوموں سے جو متوکل ہوں صابر و شاکر ہوں اور متقی ہوں محبت کرتا اور ان سے پیار کا سلوک روا رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ کے ماتحت مومنوں پر جو ابتلاء آتے ہیں ان میں انہیں مختلف قسم کے مظالم کا نشانہ بننا پڑتا ہے مثال کے طور پر سوشل بائیکاٹ کی شکل میں بھوک اور پیاس کا، مالوں اور جانوں کے ضیاع کا اور محنتوں کے جائز ثمرہ سے محرومی کا انہیں نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جب وہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر قائم ہو کر صبر کے ساتھ ان مصائب کو برداشت کرتے اور توکل کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان سے محبت اور پیار کا سلوک روا رکھتے ہوئے انہیں اپنے انعاموں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا ہے۔ آخر میں حضور نے فرمایا ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ پوری بشاشت کیساتھ مظلوم کی زندگی کو قبول کرے صبر و توکل اور تقویٰ کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء نعمتوں اور رحمتوں کے وارث بنیں۔

بعدہٗ حضور نے اِس امر پر بہت ہی موثر انداز میں روشنی ڈالی کہ علماء ظاہر کے فتوے کسی کو غیر مسلم قرار دینے میں ہمیشہ ہی غیر موثر ثابت ہوتے رہے ہیں کیونکہ اِس قسم کے فتاویٰ میں ہمیشہ ہی تضاد موجود رہا ہے۔ دوسرے اگر ان فتاویٰ کے پیچھے چلا جائے تو جیسا کہ جناب جسٹس محمد منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کوئی مسلمان رہتا ہی نہیں سارے کے سارے ہی غیر مسلم قرار پائے بغیر نہیں رہتے تیسرے یہ کہ نہ عقل کی رُو سے نہ فطرتِ انسانی کی رُو سے نہ اقوام متحدہ کے حقوقِ انسانی کے چارٹر کی رُو سے نہ دہریہ اقوام کے وضع کردہ اصولوں کی رُو سے (جن میں سے چین کے چیئرمین ماؤ کے بیان کردہ اصولوں کو خاص اہمیت حاصل ہے) اور نہ پاکستان کے آئین کی رُو سے کسی حکومت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ (باقی صفحہ ۶ پر)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مجھ کو خدا کی عزّت و جلال کی قسم ہے کہ مَیں مومن مسلمان ہوں"

"مَیں ایمان رکھتا ہوں اِس پر کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں"

(۱) "وَنَعْتَقِدُ اَنَّ رَسُوْلَنَا خَيْرُ الرُّسُلِ وَ اَفْضَلُ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَفْضَلُ مِنْ كُلِّ يَاْتِيْ وَخَلَا۔"
(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۸۷)

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول (سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) تمام رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل اور خاتم النّبیّین ہیں۔ اور افضل ہیں ہر ایسے انسان سے جو آئندہ آئے اور جو گزر چکا۔

(۲) "وَبِعِزَّةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهٖ اِنِّيْ مُؤْمِنٌ مُسْلِمٌ وَاُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَبِاَنَّ رَسُوْلَنَا مُحَمَّدَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الرُّسُلِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔"
(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

مجھ کو خدا کی عزّت وجلال کی قسم ہے کہ مَیں مومن مسلمان ہوں اور ایمان رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور تمام رسولوں اور تمام فرشتوں پر اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر اور مَیں ایمان رکھتا ہوں اِس پر کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔

(۳) "لَا دِيْنَ لَنَا اِلَّا دِيْنُ الْاِسْلَامِ۔ وَلَا كِتَابَ لَنَا اِلَّا الْفُرْقَانُ كِتَابُ اللّٰهِ الْعَلَّامِ۔ وَلَا نَبِيَّ لَنَا اِلَّا مُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَجَعَلَ اَعْدَآءَهٗ مِنَ الْمَلْعُوْنِيْنَ۔ اِشْهَدُوْا اَنَّا نَتَمَسَّكُ بِكِتَابِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنِ وَنَتَّبِعُ اَقْوَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَنْبَعِ الْحَقِّ وَالْعِرْفَانِ" (انجام آتھم صفحہ ۱۴۳، صفحہ ۱۴۴)

سوائے دینِ اسلام کے ہمارا کوئی دین نہیں اور سوائے قرآن کریم کے ہماری کوئی کتاب نہیں جو علّام خدا کی کتاب ہے۔ اور خاتم النّبیّین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی رسول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی برکات اور رحمتیں نازل فرمائی ہیں اور آپؐ کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ ہمارا تمسک قرآن شریف کے ساتھ ہے اور رسول اللہ کی احادیث کی جو چشمۂ حق و معرفت ہیں ہم پیروی کرتے ہیں۔

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ طبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۲۲ احسان ۱۳۵۳ ھش

ابتلاؤں کے دن متضرعانہ دعاؤں کے دن ہوتے ہیں

مامورین الٰہی کی جماعتوں کو بڑے بڑے ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان ابتلاؤں کی ایک حکمت یہ ہوتی ہے کہ ان کے متبعین صدق و وفا، صبر و رضاء اور ثبات قدم میں ترقی کریں۔ پھر ان میں ایک اور بہت بڑی حکمت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کمال عاجزی اور فروتنی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اس سے دعائیں کریں اور اس طرح قبولیت دعا کا حظ اٹھائیں۔ دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں ان کا ایمان پختہ سے پختہ تر ہوتا ہے اور یقین کی قوت ترقی پذیر ہو کر انہیں فائز المرام کرنے کا موجب بنتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مومنوں پر آنیوالے ابتلاؤں اور ان کے فلسفہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ (البقرہ آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸)

ترجمہ:۔ اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ذریعہ سے ضرور آزمائیں گے۔ اور (اے رسول) تو ان صبر کرنیوالوں کو خوشخبری سنادے۔ ان پر جب بھی کوئی مصیبت آئے تو (وہ گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں (نازل ہوتی) ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اختصار لیکن پوری جامعیت کیساتھ ابتلاؤں کی اقسام انکی حکمت، مومنوں کے فرائض اور ابتلاؤں کے نتیجہ میں ان پر ہونے والے انعاموں کا ذکر کرکے ابتلاؤں کے فلسفہ انکی غرض و غایت اور ان کی عظیم الشان برکات پر بہت ہی حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ جہاں تک ابتلاؤں کی اقسام کا تعلق ہے ان میں اللہ تعالیٰ نے پانچ قسم کے ابتلاؤں کا ذکر کیا ہے۔ ایک خوف دوسرے بھوک تیسرے مالوں کی بربادی یا ان میں کمی، چوتھے جانوں کا ضیاع، پانچویں محنت اور کوشش کے مطابق نتائج و ثمرات کا مرتب نہ ہونا۔ الٰہی جماعتوں پر کبھی ایک قسم کا ابتلاء آتا ہے اور کبھی دوسری قسم کا ابتلاء اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پانچوں قسم کے ابتلاء بیک وقت وارد ہو کر مومنوں کی ہستی کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ خوف اس شکل میں ظاہر ہوتا ہے کہ مخالفین حق کی طرف سے ایسے حالات پیدا کئے جاتے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں بظاہر یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ حق کا نام و نشان مٹ کر رہ جائے گا۔ بھوک کا ابتلاء سوشل بائیکاٹ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ مومنوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے۔ مالوں کے نقصان کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مومنوں کو ان کی جائیدادوں اور دیگر املاک سے بے دخل کرکے انہیں محروم کر دیا جاتا ہے یا پھر جائیدادوں اور املاک کو آگ لگا دی جاتی ہے، جانوں کے ضیاع کی صورت میں بعض مومنوں کا تہ تیغ کیا جانا شامل ہوتا ہے۔ ثمرات کی کمی یوں ظاہر ہوتی ہے کہ مومنوں کو ان کی محنت کا پورا معاوضہ نہیں ملتا ان کے ساتھ ہر قسم کی سختی روا رکھی جاتی ہے۔

الغرض قسم ہا قسم کی اذیتیں، دکھ اور تکلیفیں انہیں دی جاتی ہیں۔ تورات و انجیل اور خود قرآن مجید میں انبیاء کرام اور ان کے متبعین کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں وہ اس امر پر شاہد ہیں کہ انہیں بیک وقت ان تمام قسم کے ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑا۔ بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مکی زندگی میں جن انسانیت سوز مظالم کا تختۂ مشق بننا پڑا تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ سوشل بائیکاٹ کے ذریعہ عرصۂ حیات تنگ کرنے کی بدترین مثال وہ ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو قریباً تین سال تک شعب ابی طالب میں کلّی طور پر محصور حالت میں زندگی بسر کرنا پڑی۔ بائیکاٹ اتنا مکمل تھا کہ کھانے پینے کی کوئی چیز ان تک پہنچنے نہیں دی جاتی تھی۔ مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی مظلوم جماعت جو یقیناً اپنے مخالفین کے مقابلہ میں ایک [illegible] اقلیت کی حیثیت رکھتی تھی درختوں کے پتے کھا کھا کر اور سوکھے ہوئے چمڑے اُبال اُبال کر زندگی کے دن گزارتی رہی۔ یہ سب سختیاں، اذیتیں اور مظالم اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ کے مطابق وہ صبر سے برداشت کرتے رہے اور انہوں نے صدق و وفا اور استقلال و ثبات قدم کا ایسا عدیم النظیر مظاہرہ کیا کہ آسمان پر فرشتے بھی عش عش کر اُٹھے حتیٰ کہ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ کی خدائی آواز انہیں شادکام کرنے کا موجب بنی اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائے۔ انہوں نے دکھوں اور اذیتوں، مصائب و شدائد اور انسانیت سوز مظالم ڈھائے جانے کا یہ طویل زمانہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں کرنے میں گزارا۔ ان دعاؤں کی قبولیت کے طور پر ہی بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ کی خدائی آواز کو انہوں نے سنا اور اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ کی عظیم الشان بشارت انہیں ملی۔

حقیقت یہی ہے کہ خدائی جماعتوں کے افراد ابتلاؤں کے زمانہ کو صبر کے ساتھ عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں کرنے میں گزارتے ہیں اور ان کی یہ دعائیں ہی جناب الٰہی میں مقبول ہو کر انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور اس کی غیر معمولی نصرتوں کا مورد بنانے کا موجب بنتی ہیں۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ میں فی الاصل دعاؤں کی قبولیت کا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جب خدا تعالیٰ نے لَنَبْلُوَنَّكُمْ فرمایا ہے تو صبر کرنے والوں کے لئے بشارت دی اور اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ بھی فرمایا۔ میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں کہ (اللہ تعالیٰ ان کے لئے) قبولیت دعا کی ایک راہ نکال دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۸۷)

اب چونکہ ابتلاء کے دن فی الاصل متضرعانہ دعاؤں اور ان کی قبولیت کے دن ہوتے ہیں اسی لئے مومن ابتلاؤں سے کبھی گھبراتے نہیں اور نہ ہراساں اور پریشان ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنے اور رحمتوں اور فضلوں کا مورد بننے کے یہی دن ہیں اس لئے وہ دن اور رات اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی یہ دعائیں اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ کے خدائی وعدہ کے بموجب اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو کھینچنے کا موجب بنتی ہیں جس کے نتیجہ میں وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے عجیب عجیب جلوے دیکھتے ہیں۔

تقریب شادی

میرے بیٹے عزیزم جمال الدین کی تقریب شادی عزیزہ نعیمہ فریدہ سلمہا کے ہمراہ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو عمل میں آئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بطور اپنی بچی کے عزیزہ نعیمہ فریدہ سلمہا کو اپنے ہاں سے رخصت کرنے کا پروگرام مقرر فرمایا تھا حضور عزیزم جمال الدین کے والد مرحوم مولوی محمد الدین صاحب شہید مبلغ سلسلہ احمدیہ کے کلاس فیلو ہونے کے باعث عزیز سے بھی بہت شفقت فرماتے ہیں۔ برات بعد نماز عصر "التنویر" محلہ دارالرحمت وسطی سے محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی سرکردگی میں قصر خلافت گئی۔ قصر خلافت کے باغیچہ میں حضور کے تشریف لانے پر رخصتانہ کی کارروائی کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو مکرم حافظ محمد صدیق صاحب نے کی۔ اسکے بعد نظم پڑھی گئی۔ بعدازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے دعا کرائی۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی بچی کی طرح دلہن کو نہایت محبت و شفقت سے رخصت فرمایا۔ اگلے روز مورخہ ۳۰ مئی کو "التنویر" دارالرحمت وسطی میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ دعوت کے اختتام پر مولانا ابوالعطاء صاحب نے دعا کرائی۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کیلئے دینی اور دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور دونوں کو اپنے حفظ و امان کے سائے میں کامیابیوں اور خوشیوں سے بھرپور زندگی بسر کرنے کی سعادت سے نوازے۔ آمین (امۃ الغنی اہلیہ شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم)

ہر قسم کے اضطرار کی حالت میں خدا تعالیٰ ہی انسان کے کام آتا ہے

وہ اس کی دعاؤں کو سنتا اور اس کے مصائب و مشکلات کو دور کرتا ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ سورۂ نمل کی تریسٹھویں آیت أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"فرماتا ہے۔ تم یہ بھی تو دیکھو کہ مصیبت زدہ انسان کی دعاؤں کو کون قبول کرتا ہے اور کون اس کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے اور کون تم کو زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا ایسی صفاتِ حسنہ رکھنے والے خدا کا کوئی ہمسر تمہیں نظر آتا ہے؟ مگر افسوس کہ تم لوگ قطعاً نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اس آیت میں جو مضطر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے ایسا شخص مراد ہے جو اپنے چاروں طرف مشکلات ہی مشکلات دیکھتا ہے اور اسے اپنی کامیابی کا کوئی مادی رستہ نظر نہیں آتا۔ صرف ایک جہت اللہ تعالیٰ والی باقی رہ جاتی ہے اور اسی پر اس کی نظر پڑتی ہے گویا مضطر کے صرف یہی معنے نہیں کہ اس کے دل میں گھبراہٹ ہو۔ کیونکہ گھبراہٹ میں بعض دفعہ ایک شخص بے تحاشہ کسی طرف چل پڑتا ہے بغیر اس کے سوچے کہ جس طرف وہ جا رہا ہے وہاں اسے امن بھی حاصل ہوگا یا نہیں۔ بلکہ بعض لوگ گھبراہٹ میں ایسی طرف چلے جاتے ہیں جہاں خود خطرہ موجود ہوتا ہے اور وہ اس سے نہیں بچ سکتے۔ پس محض اضطراب کا دل میں پیدا ہونا اضطرار پر دلالت نہیں کرتا۔ اضطرار پر وہ حالت دلالت کیا کرتی ہے جب چاروں طرف کوئی پناہ کی جگہ انسان کو نظر نہ آتی ہو اور ایک طرف نظر آتی ہو۔ گویا اضطرار کی نہ صرف یہ علامت ہے کہ چاروں طرف آگ نظر آتی ہو بلکہ یہ بھی علامت ہے کہ ایک طرف امن نظر آتا ہو اور انسان کہہ سکتا ہو کہ وہاں آگ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول کی جاتی ہے جس کے کرتے وقت بندہ اس رنگ میں اس کے سامنے حاضر ہوتا ہے کہ اسے یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے میرے لئے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ یہی وہ مضطر کی حالت ہے جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ یعنی اے خدا تیرے عذاب اور تیری طرف سے آنے والے ابتلاؤں سے کوئی پناہ کی جگہ نہیں سوائے اس کے کہ میں سب طرف سے مایوس ہو کر اور آنکھیں بند کرکے تیری طرف آجاؤں۔ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا والی جو حالت ہے یہی اضطرار کی کیفیت ہے اور جب خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ کہا کہ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مختار مادی نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا منجا قرار نہیں دیتا ضرور سنی جاتی ہے اور یہ شرط بلاوجہ نہیں رکھی گئی ہے کہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی ہر مضطر کا علاج ہے مگر بعض دفعہ اس کے لگے ہوئے انتظام کے ماتحت کوئی بندہ بھی دوسرے کے اضطرار کو بدلنے کی طاقت رکھتا ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ ایک آدمی سخت غریب ہوتا ہے اس کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں اور اسے نظر نہیں آتا کہ وہ نئے کپڑے کہاں سے بنوائے کہ اچانک ایک امیر آدمی جو بعض دفعہ ہندو ہوتا ہے بعض دفعہ سکھ ہوتا ہے بعض دفعہ پارسی ہوتا ہے بعض دفعہ چینی یا بُت پرست ہوتا ہے اسے دیکھتا ہے اور کہتا ہے تمہارے کپڑے پھٹ گئے ہیں آؤ میں تمہیں نیا جوڑا بنوا دوں اب گو ہمارے یقین کے مطابق خدا تعالیٰ نے ہی اس امیر کے دل میں تحریک پیدا کی کہ وہ اسے کپڑے بنوا دے مگر جو کامل الایمان نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ میری اضطرار کی حالت میں فلاں آدمی میرے کام آیا ہے مگر وہ آدمی جس نے اسے کپڑوں کا جوڑا بنا کر دیا تھا جب یہ ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس کے لئے کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے پانی تک اسے ہضم نہیں ہوتا تمام جسم کی حالت خراب ہو جاتی ہے اور چل پھر بھی نہیں سکتا تو ایسی حالت میں وہ امیر آدمی اس کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ اگر کوئی اچھا لائق اور رحمدل طبیب ہوتا ہے اور وہ اسے اس حالت میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے تمہیں علاج پر روپیہ خرچ کرنے کی توفیق نہیں تو میں تمہیں مفت دوائی دینے کے لئے تیار ہوں تم میرے پاس رہو اور اپنے مرض کا علاج کرو اب ایسی اضطرار کی حالت میں امیر اس کے کام نہیں آیا بلکہ طبیب اس کے کام آیا جب وہ کپڑوں کے لئے مضطر تھا تو امیر آدمی اس کے کام آگیا مگر جب وہ علاج کے لئے مضطر ہوا تو ایک طبیب اس کے کام آگیا۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس پر کوئی مقدمہ بن جاتا ہے وہ بے گناہ ہوتا ہے اس کا دشمن زبردست ہوتا ہے اور وہ کسی وجہ سے ناراض ہو کر اسے کسی مقدمہ میں ماخوذ کرا کے عدالت تک پہنچا دیتا ہے اب اسے نہ وکیل کرنے کی توفیق ہے اور نہ اس میں خود مقدمہ لڑنے کی قابلیت ہے اور وہ حیران ہوتا ہے کہ کیا کرے آخر کوئی رحمدل وکیل اسے مل جاتا ہے اور وہ کہتا ہے میں بغیر فیس کے تمہاری وکالت کرنے کے لئے تیار ہوں اب ایسے موقعہ پر نہ امیر اس کے کام آسکا نہ طبیب اس کی مشکل کو دور کر سکا صرف وکیل اس کے کام آیا اسی طرح ایک اور وقت میں یہ مضطر ہوتا ہے بوجھ اٹھائے جا رہا ہوتا ہے کہ تھک کر چور ہو جاتا ہے اور بوجھ اس سے گر جاتا ہے اس میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ اس بوجھ کو پھر اٹھا سکے اب ایسے وقت میں نہ امیر اس کے کام آسکتا ہے نہ طبیب اس کے کام آسکتا ہے نہ وکیل اس کے کام آسکتا ہے۔ البتہ کوئی مضبوط زمیندار چلتے ہوئے اسے دیکھتا ہے اور وہ پوچھتا ہے کہ تو یہاں کیوں بیٹھا ہے وہ جواب دیتا ہے بوجھ مجھ سے اٹھایا نہیں جاتا۔ اس پر وہ زمیندار اس کا بوجھ اٹھا لیتا ہے اب یہ مضطر تو تھا مگر اس حالت میں نہ امیر اس کے کام آسکا نہ طبیب اس کے کام آسکا نہ وکیل اس کے کام آسکا بلکہ اس کا ایک زمیندار بھائی اس کے کام آگیا تو ایک ہی انسان کے مختلف اضطراروں میں مختلف لوگ اس کے کام آسکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ مطلق مضطر جس کے لئے کوئی شرط نہیں کہ وہ کس قسم کا مضطر ہو خواہ وہ بھوکا ہو، ننگا ہو، پیاسا ہو، بیمار ہو، بوجھ اٹھائے جا رہا ہو کسی قسم کا اضطرار ہو اس کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ ہو سکتا ہے ایک شخص کے پھٹے پرانے کپڑے ہوں تو کوئی امیر اس کے کام آجائے مگر طبیب اس کے کام نہیں آسکتا کوئی بیمار ہو تو طبیب اس کے کام آجائے مگر وکیل اس کے کام نہیں آسکتا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی بے گناہ کسی مقدمہ میں مبتلا ہو تو وکیل اس کے کام آجائے مگر بوجھ اٹھانے کے وقت وکیل اس کے کام نہیں آسکتا ہو سکتا ہے بوجھ اٹھانے کے وقت ایک زمیندار اس کے کام آجائے لیکن امیر طبیب اور وکیل اس کے کام نہیں آسکتا مگر اللہ تعالیٰ یہ سارے کام کر سکتا ہے یا تو انسان جس قدر ہیں وہ تو کسی کسی ضرورت میں کام آسکتے ہیں کوئی ایک قسم کے مضطر کے کام آسکتا ہے کوئی دوسرے قسم کے مضطر کے کام آسکتا ہے۔ مگر ہر قسم کے مضطرین کی ضرورتیں پوری کرنے والی خدا کی ہی ذات ہوتی ہے اور انسان کے اضطرار کی ہزاروں حالتیں ہوتی ہیں بھلا ان حالتوں میں کوئی بندہ کسی کے کب کام آسکتا ہے ان حالتوں میں تو کوئی بادشاہ بھی کسی کے کام نہیں آسکتا

فرض کرو۔ ایک شخص سخت بیمار ہے۔ اب بادشاہ کا خزانہ اُس کے کام نہیں آسکتا۔ بادشاہ کی فوجیں اس کے کام نہیں آسکتیں۔ بادشاہ کا قرب اس کے کام نہیں آسکتا۔ اُس کے کام تو اللہ تعالیٰ ہی آسکتا ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کو دُور کرنے کی طاقت رکھتا ہے یا ایک جنگل میں گزرنے والا شخص جس پر بھیڑیا یا شیر اچانک جھپٹ کر حملہ کر دیتا ہے وہ بادشاہ کا چاہے کتنا ہی منہ چڑھا ہو یا بادشاہ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو بادشاہ اس کے کیا کام آسکتا ہے یا طبیب جو اس کا علاج کرتا تھا وہ اس کے کیا کام آسکتا ہے یا امیر جو نئے کپڑے سلا دیتا تھا وہ اس کے کیا کام آسکتا ہے یا وکیل جس نے رحم کر کے اس کا مقدمہ لے لیا تھا اس کے کس کام آسکتا ہے۔ جنگل میں وہ تن تنہا جا رہا ہوتا ہے کہ شیر چیتا یا بھیڑیا اس کے سامنے آجاتا ہے ایسی حالت میں وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو کام آتی ہے۔ کوئی انسان کام نہیں آسکتا تو جب تک انسان کے اندر یہ یقین پیدا نہ ہو کہ ہر قسم کے اضطرار کی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی [illegible] آتا ہے۔ اس وقت تک وہ مضطر نہیں کہلا سکتا۔ مگر بہرحال جب وہ مضطر ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو خدا اُس کے پاس دوڑتے ہوئے آجاتا ہے اور اُس کی ہر تکلیف اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ دنیا میں تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ لوگ اگر دوسروں کے خلاف فریاد کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے [illegible] کہتے ہیں کہ اگر تم نے ہمارے خلاف شکایت کی تو ہم تمہاری زبان گدی سے کھینچ لیں گے۔ وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں نے فریاد کی تو بعد میں وہی افسر مجھے اور رنگ میں مصیبتوں میں مبتلا کر دیں گے مگر یہاں یہ حالت ہوتی ہے کہ رات کی تاریکی سایہ ڈالے ہوئے ہوتی ہے اور مصیبت زدہ بندہ اپنے لحاف میں پڑا آہیں بھر رہا ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی فرد نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے یا کیا کہہ رہا ہے۔ کوئی افسر اُسے دھمکا نہیں سکتا۔ کوئی افسر اُسے فریاد کرنے سے روک نہیں سکتا۔ وہ لحاف میں لپٹے لپٹے خدا تعالیٰ کے دربار میں اپنی آواز بلند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا! فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے تو میری طرف سے آپ اس کا بدلہ لے۔ ظالم نہیں جانتا کہ اس کے خلاف بادشاہ تک شکایت پہنچ چکی ہے۔ وہ نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ اس کے دل میں کوئی خیال گزرتا ہے مگر مظلوم کی فریاد خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیتی ہے۔ پس فرماتا ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ

جب انسان خدا تعالیٰ کے حضور مضطر ہو کر فریاد کرتا ہے۔ جب کوئی اس کے پاس نہیں ہوتا تو اُس وقت کون اس کی مدد کیلئے آتا ہے۔ دنیا غافل ہوتی ہے مگر خدا اپنے بندے کی مدد سے غافل نہیں ہوتا۔ وہ خود آتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندے مَیں تیری مدد کیلئے آگیا ہوں اور پھر وہ اس سے ایسی محبت اور پیار کا سلوک کرتا ہے کہ اُس کا ہر دُکھ دُور ہو جاتا ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ وہ صرف یہیں تک اپنے انعامات کو محدود نہیں رکھتا اور مضطر کی دعا کو قبول کر کے اُس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے بلکہ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ وہ بڑے بڑے سرکشوں اور ظالموں کو تباہ کر کے مظلوم اور کمزور نظر آنے والے لوگوں کو اُن کا خلیفہ اور جانشین بنا دیتا ہے۔ گویا انفرادی رنگ میں بھی وہ پریشان حال لوگوں کی تکالیف کو دور کرتا ہے اور قومی رنگ میں بھی مظلوم اور اسیر اقوام کو بام رفعت تک پہنچاتا ہے۔ اور بڑے بڑے مغرور اور خود سر اور ظالم اور عیاش حکمران اُن کی آہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ

(یونس ع ۲)

یعنی ہم یقینی طور پر تم سے پہلے کئی قوموں کے بعد قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جبکہ انہوں نے باوجود اس کے کہ ان کے پاس اُن کے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آئے تھے ظلم سے کام لیا اور وہ ایمان نہ لائے اور ہم مجرموں سے اسی طرح انتقام لیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے تمہیں اُن کا جانشین بنا دیا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم دنیا میں کیسے عمل کرتے ہو اور مظلومیت کی حالت میں جو تمہارے اندر نیکی اور تقویٰ پایا جاتا تھا آیا اپنی طاقت کے زمانہ میں بھی تم اُس کو قائم رکھتے ہو یا نہیں

اصل بات یہ ہے کہ مضطر کی دعا اُسے اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تو مستحق بنا دیتی ہے مگر انعامات کو قائم رکھنے اور اُس کے تسلسل کو لمبا کرنے کے لئے پھر اَور جد و جہد کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر کوئی قوم اس میں غفلت سے کام لیتی ہے تو وہ اس انعام کو کھو بیٹھتی ہے۔

زیر تفسیر آیت میں اللہ تعالیٰ نے فردی اور قومی دونوں قسم کے انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انفرادی رنگ میں بھی یہ سلوک ہے کہ وہ مظلوم کی دُعا کو قبول کر کے اُس کی تکلیف کو دُور کر دیتا ہے اور قومی رنگ میں بھی اُس کا یہ قانون ہے کہ وہ ظالم قوم کو مٹا کر مظلوموں کو اُن کا جانشین بنا دیا کرتا ہے اور تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں واقعات کو اپنی ہستی کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے بنی نوع انسان کو توجہ دلاتا ہے کہ کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ اس کی تہ میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہی کام کر رہا ہے مگر افسوس کہ تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے آستانہ کو ترک کر کے بتوں کے آگے اپنے سر جھکاتے پھرتے ہو۔

اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی ذات کا یقین دلانے اور اپنے وجود کا علم دینے اور انہیں اپنی طرف کھینچنے کیلئے دُعا کا دروازہ کھولا ہے جو ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے کے لئے یکساں طور پر کھلا ہے یعنی خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا انسان ہو اگر وہ مضطر ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سنے گا اور اسی کے لئے وہ راستہ کھول دے گا۔ جس سے اس کی مشکلات دُور ہو جائیں گی اور اسے اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم)

ہر احمدی فرد کا فرض ہے کہ وہ الفضل
خود خرید کر پڑھے اور دوسروں کو پڑھنے کیلئے دے

انصار اللہ توجہ فرماویں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا :-

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کر دونگا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دیگا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کیلئے فرشتے آسمان سے اتاریگا۔"

(الفضل ۷ جنوری ۱۹۵۸ء)

پس جملہ انصار بھائیوں سے درخواست ہے کہ وقفِ جدید کے وعدہ جات کی وصولی کے سلسلہ میں اپنی مساعی کو تیز سے تیز تر کر دیں۔ اور اس طرح سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کریں۔ اللہ تعالیٰ کسی مخلص مومن کے ثواب میں کمی نہیں کرتا۔ بلکہ قدم قدم پر اُسے اجر دیتا ہے۔

(قائد وقفِ جدید انصار اللہ مرکزیہ)

ہفتہ تربیت کا التوا

قیادت تربیت مجلس انصار اللہ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ امسال ہفتہ تربیت ۲۳ جون تا ۲۸ جون منایا جائے گا لیکن فی الحال ملتوی کیا جاتا ہے ہفتہ تربیت کے لئے آئندہ جو تواریخ مقرر کی جائیں گی ان کی اطلاع بعد میں جملہ مجالس انصار اللہ کو بذریعہ اخبار الفضل کو دی جائے گی

قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ
ربوہ

درخواست دُعا

محترم ماسٹر عبدالرحمان صاحب خاکی ربوہ میں مختلف عوارض سے بیمار ہیں اور کمزور ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ملک بشارت احمد ربوہ)

(۲) مکرم منشی سردار محمد صاحب کاتب الفضل کا اکلوتا بچہ عزیز سرور محمود کئی دن سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ ٹمپریچر بعض اوقات بہت زیادہ ہو جاتا ہے احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(۳) میری اہلیہ محترمہ کی طبیعت کئی دن سے ناساز ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(محمد اسماعیل ہیڈ کاتب روزنامہ الفضل)

ایک ضروری گذارش

ماہنامہ "انصار اللہ" مجلس انصار اللہ کا رسالہ ہے۔ اس کی اشاعت کو بڑھانا مجلس کے اغراض و مقاصد کو حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

ازراہ کرم اس کی اشاعت کو بڑھانے کی طرف توجہ دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(قائد اشاعت مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

آپ کے دانت قیمتی موتی ہیں۔ درد سے بیزار ہو کر ان موتیوں کو ضائع مت کیجئے۔ بلکہ

اینٹی پائیوریا ANTI PYORRHOEA

اینٹی کیریز ANTI CARIES

اس کا فوری اور مستقل علاج ہے۔ قیمت فی کورس -/۱۰

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

فون نمبرز: ۔ ۶۰۷ ، ۴۰۶

۹ جون ۱۹۷۴ء سے

قومی بچت

میں روپیہ لگانے کی حد میں اضافہ

اب آپ

- ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ میں ۔۔ ایک لاکھ روپیہ
- نیشنل ڈپازٹ سرٹیفکیٹ میں ۔۔ ایک لاکھ روپیہ
- بونس ڈپازٹ اکاؤنٹ میں ۔۔ ایک لاکھ روپیہ
- خاص ڈپازٹ سرٹیفکیٹ میں ۔۔ ۷۵ ہزار روپیہ
- خاص ڈپازٹ اکاؤنٹ میں ۔۔ ۷۵ ہزار روپیہ

لگا سکتے ہیں

دو افراد مل کر
دُگنی رقم لگا سکتے ہیں

وطن کے لئے — قومی بچت — گھرانے کے لئے — NATIONAL SAVINGS

جاری کردہ: دی سینٹرل ڈائریکٹریٹ آف نیشنل سیونگز۔ اسلام آباد

RIO (K) PIC

مسلمانوں کی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں یہی آواز ہوتی تھی کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

خدا تعالیٰ انہیں تسلّی دیتا تھا کہ میں اپنی مرضی کے مطابق اپنی تدبیر کروں گا جو اپنے وقت پر ظاہر ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱ دسمبر ۱۹۷۰ء کے خطبۂ جمعہ میں سورۃ الطارق کی آیات ۱۶ تا ۱۸ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:-

" اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں یہی آواز ہوتی تھی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یا اللہ کے علاوہ کسی اور کی احتیاج پیدا ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ لیکن مخالفین چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کی صفات کی معرفت نہیں رکھتے تھے اِس لئے وہ مسلمانوں کو ڈراتے تھے کہ تم تعداد میں تھوڑے ہو مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو جب مٹی کے ایک ذرّہ کو اپنی اُنگلی میں پکڑ کر آسمان کی بلندیوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو وہ لے جاتا ہے اور دنیا کے سارے انسان مل کر بھی اللہ تعالیٰ کے اِس منشاء میں روک نہیں بن سکتے۔

مخالفین سمجھتے تھے مسلمانوں کے پاس جتھا نہیں ہے، مال و دولت نہیں ہے، سامان نہیں ہے، وسائل نہیں ہیں، کوئی ان کا سہارا نہیں ہے۔ وہ چونکہ دنیا کے بندے تھے اسلئے دنیوی سہاروں سے آگے ان کی نظر نہیں جاتی تھی اور جو اس دُنیا کا حقیقی سہارا ہے وہاں تک ان کی نگاہ اور عقل کی رسائی نہیں تھی اِس لئے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو دوسری طاقتوں سے ڈراتے تھے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ

(زمر آیت ۳۸)

یعنی کیا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے کرنے پر وہ غالب نہیں ہے؟ اس میں مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ جو مَیں چاہتا ہوں وہی ہوگا تمہیں ان مخالفین سے ڈرنے کی ضرورت نہیں مَیں یہ چاہتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین اس دُنیا پر اس رنگ میں غالب آئے کہ دُنیا کے اندھیروں کو وہ دُور کر دے اور اس دُنیا کے سینوں کو اللہ تعالیٰ کے نور سے منوّر کر دے اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اس واسطے ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور مخالفین جو تدبیریں کرتے ہیں مَیں انہیں ان کی سزا دوں گا کیونکہ مَیں انتقام لینے والا بھی ہوں مجھے انتقام لینے کی طاقت ہے اس لئے ان کی ساری مخالفانہ تدبیریں خاک میں مل جائیں گی۔

پس اس آیہ کریمہ میں پہلے مسلمانوں کو یہ کہا

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

اور پھر ان کے مُنہ سے غیروں میں اس کی تبلیغ کروائی۔ دوسری طرف کافروں سے کہا کہ اللہ عزیز بھی ہے اور انتقام کی بھی طاقت رکھنے والا ہے وہ جو چاہتا ہے وہ کرے گا اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ کافر جو چاہتے ہیں اور جو ان کے منصوبے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ملیامیٹ کر دے گا اور خاک میں ملا دیگا البتہ منصوبے بنانے کی ان کو اجازت ہوگی۔ چنانچہ قریشِ مکہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف منصوبے کئے۔ عرب کے دوسرے قبائل جن کی لاکھوں کی تعداد تھی انہوں نے بھی بعض چھوٹے چھوٹے قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کے خلاف منصوبے باندھے۔ پھر یہود کی سازشیں ساتھ مل گئیں.....

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخالفینِ اسلام جو بھی مکر اور سازش کرنی چاہیں وہ کریں مَیں انہیں اس سے نہیں روکوں گا بلکہ اس میں انہیں مُہلت بھی دوں گا لیکن جب ان کی سازشیں زور پکڑیں گی تو مَیں ابھی کچھ عرصہ اپنی قدرت نہیں دکھاؤں گا اور اپنے کمزور بندوں سے کہوں گا کہ تم صبر اور دعا سے کام لو چنانچہ خدا کے بندوں کے خلاف جب بھی منصوبے کئے گئے وہ صبر سے کام لے رہے ہوں گے وہ گالیاں سُن کر دعا دے رہے ہوں گے انہیں زہر دیا جائے گا اور وہ میٹھا شربت پلا رہے ہوں گے۔ ان کے لئے قحط کے سامان پیدا کئے جا رہے ہوں گے اور جب وقت آئے گا تو یہ قحط دُور کرنے کے سامان پیدا کریں گے۔ مسلمانوں کو اغوا کیا جائے گا اور اسلام اغوا کے سارے راستوں کو بند کر رہا ہو گا۔ مسلمان مخالفین کے ہر مکر کا جواب صبر اور تقویٰ کی راہوں پر چل کر اور دعا کے ساتھ دے رہے ہوں گے مگر اندھی دُنیا سمجھے گی کہ اس بے کس قوم کا کوئی سہارا نہیں ہے لیکن بینا آنکھ اور وہ جس کی آنکھ ہمیشہ ہی کُھلی رہتی ہے اور جو علّام الغیوب ہے وہ کہے گا کہ تم صبر کرو وقت آنے پر تم دیکھ لوگے مَیں کیا کرتا ہوں۔ فرماتا ہے

اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّ اَکِیْدُ کَیْدًا۔

یعنی میں اپنی منشاء اور مرضی کے مطابق اپنی تدبیر کروں گا جو اپنے وقت پر ظاہر ہو گی۔"

(الفضل ۴ جولائی ۱۹۷۱ء)

دُعائے مغفرت

میرے دادا جان جوہنگ سکندر ضلع گجرات کے رہنے والے تھے ۱۲ مئی ۱۹۷۲ء بروز جمعہ بعمر قریباً ۱۲۶ سال وفات پاگئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ بہت تہجد گزار اور دعاگو بزرگ تھے۔ ہر ایک سے بہت خوش خلقی سے ملتے اور خدمتِ دین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ دین اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق کو وہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان شمار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی نسل کو بہت بڑھایا آپ کی نسل اِس وقت ۹۰ افراد پر مشتمل ہے۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دادا جان کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اپنے خاص مقامِ قُرب سے نوازے اور جُملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

محمد اکبر معلم وقفِ جدید
احمدیہ مسلم مشن نگرپارکر ضلع تھرپارکر (سندھ)

درخواستِ دُعا

(۱) پچھلے ہفتہ میرے بھائی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب حال مقیم غانا (مغربی افریقہ) کو ایک حادثہ میں کمر میں چوٹ آئی تھی اور میرے اعلان پر بعض احباب نے دعائیں کرنے کے علاوہ زبانی اور تحریری طور پر مکمل حالات دریافت فرمائے ہیں چنانچہ اطلاعاً عرض ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے بیٹے ڈاکٹر حمید احمد صاحب کی کار میں امکورے سے اکرا جا رہے تھے کہ ٹائر پھٹ جانے کی وجہ سے کار اُلٹ گئی اور ڈاکٹر صاحب کی کمر کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا اور سر میں بھی چوٹ آئی ڈرائیور اور ایک ساتھی کو خفیف چوٹیں آئیں۔ سرکاری ہسپتال اکرا میں بغرض علاج داخل ہیں۔ احباب سے صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(سردار بشیر احمد انجنیئر ربوہ)

(۲) جماعتِ احمدیہ شہر خوشاب کے ایک مخلص دوست مکرم میاں دوست محمد صاحب ایک سال سے بیمار چلے آرہے ہیں احبابِ جماعت میاں صاحب کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

(سجاد احمد خالد مربی تحصیل خوشاب)

اخبارِ احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

لوگوں کے مذہب کے بارہ میں از خود کوئی فیصلہ کرے۔ تمام بنی نوعِ انسان میں سے ہر انسان کا ہر لحاظ سے یہ ایک تسلیم شدہ حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کا خود اعلان کرے، اس پر عمل پیرا ہو اور ملکی قوانین کا پابند رہتے ہوئے اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس میں حکومت کی مداخلت کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴